مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا ایک مناظرہ

پروفیسر حکیم عنائت اللہ نسیم سوہدروی رحمہ اللہ کی زبانی (عبدالرشید عراقی)

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اللہ تعالیٰ نے بیک وقت ان کی ذات میں بہت سی خوبیاں جمع کر دی تھیں اور آپ جیسی باکمال ہستی صدیوں میں کہیں پیدا ہوتی ہے۔اور ایسی جامع العلوم شخصیت کے بارے میں شاعر مشرق نے فرمایا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ پوری ملت اسلامیہ کا مشترکہ سرمایہ تھے جو بیک وقت مخالفین اسلام (عیسائی، آریہ، قادیانی، منکرین حدیث) کے چہار طرفہ حملوں کا جواب دیتے تھے اور مخالفین اسلام آپ سے مناظرہ کرنے سے گھبراتے تھے۔ برصغیر (پاک و ہند) کی صد سالہ تاریخ راہ حق کے اس مجاہد سپاہی کی مثال پیش نہ کر سکے گی۔جس نے بیک وقت مخالفین اسلام کے ان حملوں کا جواب دیا۔اور باطل سے چومکھی لڑائی کر کے مدافعت حق کا فریضہ ادا کیا۔مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

> اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے حملے کو روکنے کے لئے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کر دی۔فجزاه الله من الاسلام خير اجزاء

(یاد رفتگاں ص370)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت مفسر، محدث، مؤرخ، محقق، مجتہد، فقیہ، معلم، قلمکار، ادیب، دانشور، نقاد، مبصر، خطیب و مقرر، صحافی، مصنف، مفتی، سردار اہلحدیث، فاتح قادیان، میر کارواں، تحریک آزادی کے رہنما، اور فن مناظرہ کے امام تھے قادیانی تحریک کی تردید میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور خود بانی تحریک احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی نے 15 اپریل 1907ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا۔

مولانا ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

اس میں مرزا قادیانی نے لکھا تھا، مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا، میرے قلعہ کو گرانا چاہا۔اس لئے میں دعا کرتا ہوں۔کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں کسی مہلک بیماری سے مر جائے۔

اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی دعا قبول فرمائی اور اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور 12 دن بعد 26 مئی 1908ء کو مرزا غلام احمد قادیانی لاہور میں اپنے میزبان ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کے بیت الخلاء میں دم توڑ گئے' شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ مرزا قادیانی کی موت کے بعد 40 سال تک زندہ رہے اور 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں رحلت فرمائی اللھم اغفرہ ' وارحمہ' و......الجنة الفردوس

مولانا سید سلیمان ندویؒ مولانا ثناء اللہ کی وفات پر اپنے رسالہ معارف اعظم گڑھ میں لکھا۔

مولانا ہندوستان کے مشاہیر علماء میں سے تھے فن مناظرہ کے امام تھے' خوش بیان مقرر تھے' متعدد تصانیف کے مصنف تھے۔ مذہباً اہلحدیث تھے' اور اخبار اہلحدیث کے ایڈیٹر تھے' قومی سیاسیات کی مجلسوں میں کبھی کبھی شریک ہوتے تھے۔ مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد سپاہی تھے' زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے بھی حملہ کیا' اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے اللہ تعالیٰ اس غازی اسلام کو شہادت کے درجات و مراتب عطا فرمائے

(یادرفتگاں ص ۳۸۹'۳۷۶)

حکیم عنانت اللہ سوھدرویؒ

پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مشہور ادیب وطبیب حاذق تھے علاوہ ازیں اس کے آپ بلند پایہ خطیب ومقرر مبصر ونقاد دانشور اور مصنف تھے اور ان کا شمار برصغیر کے نامور سیاست دانوں میں ہوتا تھا' سیاست میں مولانا ظفر علی خاں کے تلمیذ رشید تھے اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے نوازا تھا۔ مولانا ظفر علی خاں کے کلام کے حافظ تھے۔ جب بھی کوئی پرانا واقعہ بیان کرتا تو نسیم صاحب فوراً فرماتے' کہ اس واقعہ کے بارے میں مولانا ظفر علی خاں نے یہ اشعار فرمائے ہیں۔

حکیم صاحب برصغیر کی تمام قومی وملی' دینی وعلمی اور ادبی وسیاسی تحریکات کے قیام کے پس منظر سے بخوبی واقف تھے' اور ہر تحریک کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے رکھتے تھے حکیم صاحب طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے فارغ التحصیل تھے علی گڑھ علم وفن کا مرکز تھا' حکیم صاحب کو مولانا ظفر علی خاں کی رفاقت کا یہ اثر تھا کہ جو سیاسی اور قومی وملی اور مذہبی رہنما علی گڑھ میں قدم رنجہ فرماتا حکیم صاحب اس سے ضرور ملتے' چنانچہ حکیم صاحب نے جن اکابرین سے ملاقاتیں کیں اگر ان تمام کے اسمائے گرامی لکھے جائیں' تو ان کی تعداد ایک سو سے زائد ہوگی۔

تاہم چند دینی وعلمی اور سیاسی اکابرین کے نام درج ذیل ہیں مثلاً

مولانا محمد علی جوہر' مولانا شوکت علی' مولانا حسرت موہانی' مولانا ظفر علی خاں' مولانا ابوالکلام آزاد' علامہ اقبال' قائداعظم محمد علی جناح' جواہر لال نہرو' مولانا شبیر احمد عثمانی' مولانا سید سلیمان ندوی' مولانا کفایت اللہ دہلوی'

مولانا احمد سعید دہلوی' مولانا ثناء اللہ امرتسری' نواب زادہ لیاقت علی خاں' مولانا ثناء اللہ امرتسری' سردار عبدالرب نشتر' مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا محمد بن ابراہیم جونا گھڑی' مولانا عبدالماجد دریا آبادی' مولانا غلام رسول مہر' مولانا عبدالمجید سالک' حکیم محمد حسن قریشی' حکیم منیر واسطی' حکیم عبدالرحیم اشرف' حمید نظامی' شورش کاشمیری' مولانا سید مودودی' مولانا امین احسن اصلاحی' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی' مولانا عبدالقادر قصوری' مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی' پروفیسر عبدالحمید صدیقی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شامل ہیں۔

فتنہ قادیانیت کی تردید میں حکیم صاحب کی خدمات جلیلہ

قادیانی فتنہ کی تردید میں حکیم عنایت اللہ نسیم کی خدمات جلیلہ قدر کے قابل ہیں۔ آپ نے اپنے زمانہ قیام علی گڑھ میں قادیانیوں کو ہر محاذ پر ذلیل وخوار کیا جناب شورش کاشمیریؒ اپنی کتاب "تحریک ختم نبوت" میں لکھتے ہیں کہ

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طبیہ کالج میں مرزائی اساتذہ کا غلبہ تھا خود پرنسپل ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ قادیانی تھا اور چن چن کر مرزائی جمع کر رہا تھا' حکیم نورالدین قادیانی کا بیٹا حکیم عبدالسلام عمر بھی وہاں تھا' اس کے متعلق "الفضل" میں لکھا گیا کہ وہ علی گڑھ کو اس طرح فتح کرے گا جس طرح طارق نے ہسپانیہ فتح کیا تھا' ان دنوں طلباء کے روح رواں شریف چشتی' انوار صمدانی' نسیم سوہدروی' سردار وکیل خاں' عمران القادری' اور دوسرے نوجوان تھے۔ ان طلباء کی کوششوں سے مولانا ظفر علی خاں علی گڑھ تشریف لے گئے مولانا کی تقریر ہوئی' اور قادیانیت کے پرخچے اڑائے گئے اور مولانا ظفر علی خاں کی تقریر کا یہ اثر ہوا۔ کہ یونیورسٹی کے ارباب کار فتنہ مرزائیت سے خائف ہو گئے قادیانیوں کی آئندہ بھرتی روک دی گئی اور علی گڑھ کے طلباء میں قادیانی ایک گالی ہو گئے۔ (تحریک ختم نبوت ص ۷۱)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ حکیم عنائت اللہ نسیم کی نظر میں

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم دین تھے ان کے تبحر علمی کا اعتراف نہ صرف برصغیر کے ہر مسلک کے جید علماء نے کیا ہے بلکہ عالم اسلام کے ممتاز علماء نے بھی مولانا امرتسری کے علم و فضل اور تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔ مولانا ثناء اللہ کی ساری زندگی ادیان باطلہ (عیسائیت' آریہ سماج' اور قادیانیت) کی تردید میں بسر ہوئی' آپ نے سب سے زیادہ بیخ کنی قادیانی فتنہ کی کی' اور قادیانیوں کو ہر محاذ پر ذلیل و خوار کیا' مولانا ظفر علی خاں نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا۔

خدا سمجھائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

مولانا ثناء اللہ فن مناظرہ میں امامت کا درجہ رکھتے تھے میں نے ان کو سب سے پہلے علی گڑھ میں دیکھا' مسلم یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کے صدر پروفیسر حبیب نے ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا کہ یہودی' عیسائی' آریہ اور مسلمان'

چاروں مذاہب کے چار نامور علماء بلائے جائیں اور اپنے اپنے مذہب کی صداقت پر ایک ایک گھنٹہ تقریر کریں' مسلمانوں کی طرف سے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو بلایا گیا یونیورسٹی ہال میں تقاریر کا اہتمام کیا گیا' جب مولانا ثناء اللہ مرحوم تشریف لائے تو علی گڑھ اسٹیشن پر آپ کا والہانہ استقبال کیا گیا' جب آپ یونیورسٹی ہال میں تشریف لائے تو آپ نے پروفیسر حبیب سے جو اس تقریب کے صدر تھے فرمایا کہ

میں سب سے بعد میں تقریر کرونگا' اور میری تقریر صرف پندرہ منٹ ہوگی میری تقریر کا جو ایک گھنٹہ وقت ہے اس میں 45 منٹ تینوں مقررین (یہودی عیسائی' آریہ) میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

چنانچہ تینوں مقررین نے اپنے اپنے وقت سے پندرہ پندرہ منٹ زیادہ تقریر کی سب سے آخر میں مولانا ثناء اللہ مرحوم نے صرف 15 منٹ تقریر کی اس 15 منٹ میں آپ نے اپنے پیشرو مقررین کیمذاہب کی تردید بھی کی اور اسلام کی حقانیت بھی ثابت کی۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ اس مذاکرہ میں موجود تھے' انہوں نے تقریب کے اختتام پر فرمایا کہ میں نے مولانا ثناء اللہ صاحب جیسا جید عالم اور ادیان باطلہ پر عبور رکھنے والا اور کوئی عالم نہیں دیکھا

ایک تاریخی مناظرہ۔ مناظرہ وزیر آباد (مابین مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ) اور پروفیسر سلیم قادیانی) حکیم عنانت اللہ نسیم سوھدروی کی زبانی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے قادیانیوں سے بے شمار مباحثے اور مناظرے کئے اور یہ مناظرے تحریری اور تقریری بھی ہوئے ان کی تفصیل اخبار اہلحدیث امرتسر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مناظرہ وزیر آباد۔ 10 اپریل 1932ء بروز اتوار وزیر آباد میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزائی مناظر پروفیسر سلیم کے مابین مناظرہ ہوا مناظرہ کا موضوع ''صداقت مرزا'' تھا پہلے قادیانی مناظر کو تقریر کا موقع دیا گیا اس نے صداقت مرزا'' کے دفاع کی پوری کوشش کی' مگر وہ مولانا امرتسری کے دلائل کا جواب نہ دے سکا۔ آخر مناظرہ کا موضوع ''اشتہار مرزا'' کی طرف پھیر دیا گیا تو مولانا ثناء اللہ مرحوم نے فرمایا

مسیح موعود کی مدت قیام 40 سال مرزا صاحب بتاتے ہیں مگر خود 18 سال بعد اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ لہٰذا مرزا صاحب اپنے دعویٰ کے مطابق جھوٹے ٹھہرے۔

مولانا ثناء اللہ کی ضرب اتنی سخت تھی کہ قادیانی مناظر بوکھلا گیا' اثنائے مناظرہ مولانا امرتسری حسب معمول اشعار بھی چست کرتے تھے ایک موقع پر آپ نے یہ شعر پڑھا

عجب مزہ ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں کہ چپ رہو خدا کے لئے

اس شعر پر قادیانیوں نے اودھم مچادی کہ یہ شعر مناسب نہیں ہے اسے واپس لیا جائے اور جب معاملہ نے زیادہ طول کھینچا' تو مولانا ثناء اللہ مرحوم نے مجھ سے فرمایا

نسیم صاحب جاؤ مولانا ظفر علی خاں کو بلا کر لاؤ اور انہیں کہو کہ ثناء اللہ یاد کر رہا ہے آپ کو ایک شعر کی تشریح کے لئے فیصل مانا گیا ہے۔

چنانچہ میں سپیشل تانگہ لیکر مولانا ظفر علی خاں کو لینے ''کرم آباد'' آیا اور مولانا ظفر علی خاں اس وقت اپنے باغ میں گوڈی کر رہے تھے میں نے مولانا سے بعد سلام عرض کیا' کہ مولانا ثناء اللہ صاحب آپ کو یاد کر رہے ہیں' مولانا ظفر علی خاں اسی وقت تیار ہو کر میرے ساتھ وزیر آباد تشریف لائے' قادیانی حضرات نے کہا کہ مولانا ظفر علی خاں جو فیصلہ فرمائیں ہمیں قبول ہوگا' مولانا ثناء اللہ نے مولانا ظفر علی خاں سے فرمایا کہ میں نے ایک شعر پڑھا ہے' قادیانی حضرات کا کہنا ہے کہ یہ شعر فحش ہے اگر یہ شعر فحش ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لینے کو تیار ہوں' مولانا امر تسری نے شعر پڑھا۔

عجب مزہ ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں کہ چپ رہو خدا کے لئے

مولانا ظفر علی خاں نے فرمایا کہ

اس شعر میں ایک لفظ بھی فحش نہیں ہے' بلکہ اس کا مطلب بڑا واضح ہے کہ جب محشر کا میدان لگے گا' اور مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو مولانا ثناء اللہ بھی اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر فریاد کریں گے کہ یا اللہ مرزا غلام احمد قادیانی سے پوچھو کہ اس نے مسلمانوں میں کیوں تفرقہ پیدا کیا تو اس وقت مرزا صاحب مولانا ثناء اللہ سے عرض کریں گے میاں یہاں چپ رہو' آپ نے دنیا میں مجھے بہت ذلیل وخوار کیا' اب یہاں بھی مجھے ذلیل ورسوا کر رہے ہیں اللہ کے لئے چپ ہو جاؤ اس تشریح نے مجھ میں سرور وولولہ پیدا کر دیا' قادیانی مناظر چونکہ نوعمر تھا اس لئے مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس پر بھی ایک شعر پست کئے بغیر نہ رہ سکے۔ فرمایا

کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن ان کا
دو جفا کاروں کے قبضہ میں ہے جوبن ان کا

اس شعر کا طرفین پر جو اثر پڑ سکتا ہے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مناظرہ بڑا اثر انگیز تھا' اس مناظرہ کے بارے میں مولوی ابو المحمود ہدایت اللہ سوہدرویؒ نے اخبار اہلحدیث امرتسر میں لکھا تھا۔

ہمارا یقین ہے کہ اس طرح کے دو تین مناظرے مختلف مقامات پر ہو جائیں' تو پنجاب سے قادیانیت کا بیج اکھڑ جائے۔ (اہلحدیث امرتسر 6 مئی 1932ء)